يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (القرآن)

حج کی آسانیاں

تحریر

محمود اشرف عثمانی

خادم طلبہ و خادم دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

کراچی ـ لاہور

فہرست

............حج کے فرائض............

حج کے واجبات..........

حج کے گناہ

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ‘ و نصلّی رسولہ الکریم سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد۔

گذشتہ سال ۱۴۲۶ھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل خاص سے اپنے دو احباب مولانا یحییٰ عاصم اور جناب فراز حلیم صاحب کے اصرار پر پچیس سال بعد ایک مرتبہ پھر احقر کو حج کی توفیق نصیب ہوئی۔ فللّٰہ الحمد ولہ‘ الشکر

اس سفر حج میں پھر یہ احساس ہوا کہ حج اتنا مشکل نہیں جتنا ہم لوگوں نے اسے مشکل بنا دیا ہے یا جتنا لوگ اسے مشکل سمجھتے ہیں۔ سارا مسئلہ یہ ہے کہ دین کی موٹی موٹی معلومات ہم لوگوں کو نہیں، اور شریعت نے اس معاملہ میں جتنی آسانیاں دی ہیں وہ بھی ہمیں معلوم نہیں اور حج پر جانے والوں کو حج کے فرائض و واجبات سے متعلق جو ضروری معلومات حاصل کرنی چاہئیں، حاجی وہ معلومات حاصل نہیں کرتے۔

اِدھر جلد بازی، گھبراہٹ، بدنظمی ہمارے مزاج کا حصہ بن گئی ہے اور عبادت کے ہر کام کو ہم ایک بوجھ سمجھ کر جلدی سے اسے اپنے سر سے اتارنا چاہتے ہیں اس لئے مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور آسان حج بھی مشکل بن جاتا ہے۔

حج سے واپس آکر ”حج کی آسانیاں“ کے عنوان سے یہ مضمون لکھنے کا ارادہ کیا، جس میں حج کے تین فرائض اور چھ واجبات ذکر کرنے اور ان کی ادائیگی میں

شریعت کی دی ہوئی آسانیاں بیان کرنا مقصود تھا، لیکن ایک صفحہ ہی لکھا تھا کہ زندگی کی مصروفیات حائل ہوگئیں، اور تقریباً سال گذر گیا اب رمضان المبارک کے بالکل آخر اور عید کی چھٹیوں کے درمیان کچھ سانس لینے کا موقعہ ملا اور اگلا حج بالکل قریب نظر آیا تو بحمداللہ اس مضمون کو آگے لکھنے کی توفیق ہوگئی۔ کہ شاید کچھ حاجیوں کو اس سے فائدہ ہوجائے اور احقر کیلئے باعث نجات بنے، البتہ یہ واضح رہے کہ ہمارے اس مضمون میں حج کا پورا طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔ لہٰذا حاجیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس موضوع پر لکھی ہوئی مستند کتب مثلاً احکام حج مؤلفہ حضرت مفتی محمد شفیع قدس سرہ' اور حضرت مفتی سعید احمد صاحبؒ کی مایہ ناز کتاب معلم الحجاج میں لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق حج ادا کریں تا کہ حج کے تمام سنن و مستحبات کی برکات انہیں نصیب ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تحریر کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں اور حج پر جانے والوں کیلئے مفید تر بنادیں، آمین اگر کسی حاجی کو اس کے مضمون سے کچھ فائدہ ہو تو وہ اس ناکارہ کو بھی اپنی دعا میں یاد کرلے۔

اس مضمون کے مکمل کرنے کے بعد خیال ہوا کہ حج میں جن گناہوں سے بطور خاص منع کیا گیا ہے وہ بھی ذکر کرنے مناسب ہیں تا کہ ان سے بچ کر آدمی حج کی برکات حاصل کرسکے اس لئے دوسرا مضمون بھی ''بطور ضمیمہ'' اس میں شامل کردیا گیا ہے۔ قارئین سے دعا کی مکرر درخواست ہے۔

والسلام

بندہ محمود اشرف غفراللہ لہ

خادم دارالافتاء و جامعہ دارالعلوم کراچی

۸رشوال ۱۴۲۷ھ

حج کی آسانیاں

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے حج وہ اہم فریضہ ہے جو عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے، نماز دن میں پانچ بار فرض ہے۔ زکوٰۃ ہر صاحب نصاب کو ہر سال ادا کرنی پڑتی ہے صحتمند مسلمان کو رمضان کے روزے ہر سال رکھنے ہوتے ہیں، لیکن صحتمند مستطیع شخص پر حج عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ ہی فرض ہے اور جب کوئی مسلمان ایک مرتبہ حج فرض ادا کرلے تو پھر اسلام پر برقرار رہتے ہوئے اس پر دوبارہ حج فرض نہیں ہوتا خواہ یہ شخص حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ اور عرفات ہی میں دوبارہ کیوں نہ موجود ہو۔

کہا جاتا ہے کہ تمام عبادات میں حج میں سب سے زیادہ مشقت ہے کیونکہ اس میں گھر سے نکلنا پڑتا ہے، سفر کی مشقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، لمبا سفر طے کر کے آدمی ان مقامات مقدسہ میں پہنچتا ہے اور مکہ مکرمہ۔ منیٰ۔ عرفات اور مزدلفہ میں خاص دنوں میں خاص اوقات میں مخصوص مقامات پر عبادات ادا کرنی ہوتی ہیں اور بسا اوقات بلکہ اکثر ہی قدم قدم پر مشکلات پیش آتی ہیں جس کی وجہ سے عام خیال یہی پایا جاتا ہے کہ حج مشقت کا دوسرا نام ہے۔ اسی لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جوانی میں حج کرلینا بہتر ہے کیونکہ بڑھاپے اور کمزوری میں آدمی حج کی مشقت برداشت نہیں کر پاتا بلکہ الٹا دوسروں پر بوجھ بن جاتا ہے۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ درست لیکن حقیقت یہ ہے کہ حج میں بذات خود کوئی مشقت نہیں بلکہ

شریعت مطہرہ نے حج کو بہت آسان بلکہ آسان تر بنایا ہے۔ اس مختصر مضمون میں یہی بتانا مقصود ہے کہ حج بذات خود بہت آسان ہے البتہ علم کی کمی، جذبات کی شدت اور جلد بازی کی عادت بد کی وجہ سے لوگ بسا اوقات خود ہی مشقت میں پڑتے ہیں۔

حج ہر شخص پر فرض ہی نہیں ہے

حج صرف اس شخص پر فرض ہے:

(۱) جو مسلمان ہو (۲) بالغ ہو (۳) عاقل ہو
(۴) آزاد ہو (۵) حج کا زمانہ ہو (۶) اسے حج کرنے کی استطاعت وقدرت ہو۔

استطاعت وقدرت کا مطلب

استطاعت وقدرت کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی ضروریات وحوائج کے علاوہ اس کے پاس اپنا ذاتی مملوکہ مال اتنا موجود ہو کہ وہ حج کے لئے بآسانی آجا سکے، اور اگر وہ صاحب عیال ہے تو جن لوگوں کا خرچ اس کے ذمہ ہے اس کی حج سے واپسی تک ان سب کا خرچ بھی اس کے پاس موجود ہو اور وہ انہیں دے کر جائے۔ لہٰذا اگر کسی کے پاس ذاتی مکان، ذاتی سواری، گھریلو فرنیچر، استعمالی اشیاء سب موجود ہوں مگر نقد رقم یا ضرورت سے زائد مال سفر حج کے لئے اس کے پاس نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں۔

اگر دکاندار کے پاس نقد رقم نہ ہو مگر سامان تجارت دکان میں موجود ہو تو اتنا سامان دکان میں باقی رکھا جائے گا کہ جس سے تجارت چلتی رہے، اس سے زائد سامان فروخت کر کے جو رقم حاصل ہو وہ اگر سفر حج کے لئے کافی ہو تب اس پر حج فرض ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص زرعی زمین کا مالک ہے اور اس زرعی زمین کی پیداوار پر اس کا گذر بسر ہے تو اس پر حج اس وقت فرض ہوگا جبکہ اس کے پاس اتنی

زرعی زمین ہو کہ اگر وہ اس میں سے کچھ زمین فروخت کر دے تو اس کے سفرِ حج کا خرچ اور اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچ نکل آئے اور اتنی زمین بھی باقی بچ جائے کہ واپس آ کر اس سے اپنی زندگی گذار سکے اگر فروخت کرنے کے بعد گزارے کے لائق زمین نہیں بچتی تو اس پر حج فرض نہیں (معلم الحجاج ص ۸۶) خواتین پر بھی حج کی ادائیگی اس وقت فرض ہوتی ہے جبکہ ان کی اپنی ملکیت میں اپنی ذاتی رقم سفر حج کے خرچ کیلئے ان کے پاس ہو اور شوہر یا محرم کا بھی انتظام ہو۔ اگر سفر شرعی ہو مگر شوہر یا محرم ہمراہ نہ ہو تو خاتون پر حج فرض کی ادائیگی لازم نہیں ہاں اسے حج بدل کی وصیت کر دینی چاہئے۔

حج کے اندر فرض صرف تین چیزیں ہیں

حج میں جتنی رقم اور جتنا وقت خرچ ہوتا ہے وہ سب کے سامنے ہے اور اس سے سب واقف ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ احرام باندھنے کے بعد اس پورے لمبے چوڑے حج میں صرف تین چیزیں فرض ہیں: ایک احرام، دوسرے وقوف عرفات اور تیسرے طواف زیارت، بس پورے حج میں یہ تین کام فرض ہیں۔ ان تین فرضوں کی سہولت کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ صرف وضوء میں چار فرض ہیں جبکہ نماز میں چھ فرض ذکر کئے گئے ہیں)۔ حج کے باقی جتنے کام ہیں وہ یا واجب ہیں یا سنت یا مستحب، اور باقی تمام کاموں میں سے ہر کام کا کچھ نہ کچھ بدل یا تدارک ممکن ہے۔ لیکن ان تین کاموں یعنی احرام، وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت کا نہ کوئی بدل ہے اور نہ اس کا کسی دوسرے انداز سے تدارک کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا ہر حاجی کے لے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولین توجہ ان تین کاموں کی طرف رکھے تا کہ حج کے یہ فرائض [1] ہر حال میں پورے ہوں ان کے علاوہ باقی کاموں میں کچھ غلطی ہو تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے۔

(۱)۔ یہ تینوں چیزیں اگر چہ فرض ہیں لیکن فقہی طور پر اسے اس طرح تعبیر کیا جاتا ہے کہ احرام حج کے لئے شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو، اور وقوف عرفات اور طواف زیارت حج کے دو رکن ہیں۔

اب شریعت کی طرف سے دی گئی سہولت اور آسانی کا اندازہ کیجئے کہ ان تین فرائض میں بھی شریعت نے وقت اور احکام کے اعتبار سے کتنی سہولت دی ہے۔

حج کا پہلا فرض......احرام

احرام کا مطلب یہ ہے کہ آدمی حج یا عمرہ کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ پڑھ کر حج یا عمرہ کا آغاز کرے حج یا عمرہ کا احرام ایسا ہی ہے جیسے فرض یا نفل نماز کے لئے تکبیر تحریمہ، جس طرح فرض یا نفل نماز کی نیت کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر شروع کی جاتی ہے۔ اور یہ تکبیر تحریمہ نماز میں فرض ہے اسی سے نماز شروع ہوتی ہے۔ اسی طرح حج یا عمرہ کی نیت کر کے [۲] تلبیہ پڑھ کر حج یا عمرہ شروع کیا جاتا ہے اور یہ احرام بھی فرض ہے اور جس طرح جب تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کی جاتی ہے تو نماز کی تمام پابندیاں از خود شروع ہو جاتی ہیں اسی طرح جب حج یا عمرہ کی نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھا جاتا ہے تو حج رعمرہ کی تمام پابندیاں از خود لاگو ہو جاتی ہیں۔ مثلاً مرد کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر ڈھانپنا اور مرد عورت دونوں کے لئے چہرہ ڈھانپنا اور خوشبو لگانا بال کاٹنا، ناخن ترشوانا وغیرہ سب باتیں ممنوع ہو جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ عام طور سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ احرام کا مطلب دو سفید چادریں ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ احرام تو نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھنے کا نام ہے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص دو سفید چادریں باندھ لے لیکن نیت کے ساتھ تلبیہ نہ پڑھے تو احرام شروع نہ ہوگا۔ نہ حج اور عمرہ کی پابندیاں اس پر لاگو ہوں گی اور نہ اسکے حج یا عمرہ کا آغاز ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص سلے ہوئے کپڑے پہن کر حج کی نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھے گا تو احرام شروع ہو جائے گا اور حج کی پابندیاں فوراً شروع ہو جائیں گی اور سلے ہوئے کپڑے پہننے کی وجہ سے دم یا صدقہ واجب ہوگا۔

---

(۲) تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک۔ حاضر ہوں۔ اے اللہ میں آپ کے سامنے حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں نعمتیں اور بادشاہت آپ کے لئے ہے۔ آپ کا کوئی شریک نہیں۔

اسی لئے علماء یہ مشورہ دیتے ہیں کہ جو مرد حضرات دور دراز ممالک سے حج کے لئے روانہ ہورہے ہوں وہ گھر یا ایئر پورٹ سے سفید چادریں تو باندھ لیں لیکن نیت کے ساتھ تلبیہ نہ پڑھیں بلکہ جب ہوائی جہاز اُڑ جائے اور سفر یقینی طور پر شروع ہوجائے تو مرد اور عورتیں حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھیں۔ جس وقت وہ اس نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھیں گے ان کا احرام شروع ہوجائے گا اور حج یا عمرہ کی پابندیاں ان پر لاگو ہوجائیں گی۔

جگہ کی سہولت

حج یا عمرہ کا احرام گھر سے شروع کرنا کوئی ضروری نہیں گھر اور اپنے علاقہ سے بھی احرام شروع کر سکتے ہیں البتہ حرم میں داخل ہونے سے کافی پہلے جو پانچ مقامات میقات کے نام سے شریعت کی طرف سے طے شدہ ہیں ان میقاتوں سے احرام کا آغاز کرنا بہرحال ضروری ہے۔

وقت کی سہولت

حج کے مہینے اگرچہ یکم شوال سے شروع ہوتے ہیں لیکن شوال میں احرام باندھنا کوئی ضروری نہیں بلکہ آپ شوال/ذوالقعدہ یا ذوالحجہ میں جس وقت اور جس دن اپنی فلائٹ کی سہولت کے مطابق حج کے لئے روانہ ہورہے ہیں اس دن احرام باندھا جاسکتا ہے۔

لباس کی سہولت

احرام شروع ہونے کے بعد سلا ہوا لباس پہننا مثلاً قمیض شلوار ٹوپی موزے وغیرہ سب مردوں کے لئے منع ہوجاتا ہے اور ایک چادر اوپر اور ایک چادر نیچے باندھتے ہیں، بہتر اور افضل یہ ہے کہ وہ چادریں سفید اور جوڑ کے بغیر ہوں۔ لیکن اگر بغیر جوڑ کے نہ ملیں اور دو تین ٹکڑوں کو جوڑ کر چادر بنالی گئی ہو تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اسی طرح اگر سفید چادر یا سفید تولیہ نہ ملے یا سردی کی وجہ سے گرم چادر کمبل

وغیرہ کو احرام کی چادروں کے طور پر استعمال کرنا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے شرعاً ممنوع نہیں۔

اور خواتین تو سلا ہوا لباس ہی پہنتی ہیں ان کے لئے جسم کی ہیئت پر سلے ہوئے لباس کی شرعاً کوئی ممانعت ہی نہیں ہے۔

پریشانی اور بیماری میں احرام کی سہولت

اوپر تحریر کیا گیا کہ احرام میں مرد کے لئے سر ڈھانپنا جائز نہیں لیکن اگر شدید سردی یا سخت بیماری کی وجہ سے مثلاً رات کو مجبوری میں مرد اپنا سر ڈھانپ لے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے اسے مجبوری میں سلے ہوئے لباس میں سے کوئی مثلاً انڈرویئر پہننا پڑے تو اس کا حج فاسد نہ ہوگا ہاں احرام کے احکام میں کمی آئے گی اور وہ دم یا صدقہ دے کر اس کمی کا تدارک کرسکتا ہے۔

حج کا دوسرا فرض: وقوف عرفات

یہ حج کا سب سے اہم ترین رکن ہے اس لئے اسے حج کا رکن اعظم کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو شخص احرام کے ساتھ عرفات کے میدان میں نویں تاریخ کو ایک لمحہ کے لئے بھی چلا گیا تو اس کا حج ہوگیا۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۲)

(الف) وقت کی ابتداء

وقوف عرفات کا وقت نو ذی الحجہ کو زوال ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نصف النہار کے بعد جیسے ہی زوال ہو اور ظہر کا وقت شروع ہو اور آدمی نے حج کی نیت سے احرام باندھا ہوا ہو اور وہ میدان عرفات میں موجود ہو تو بس یہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔

☆ ...... خواہ وہ سو رہا ہو یا جاگ رہا ہو۔

☆ ...... خواہ وہ بیہوش ہو گیا ہو۔

☆......خواہ وہ چند لمحے ہی میدان عرفات میں رہ سکا ہو اور اس کے بعد کسی مجبوری سے اسے وہاں سے نکلنا پڑا ہو۔ مثلاً ہسپتال میں داخل ہونے کے لئے وہاں سے اُسے منتقل کر دیا گیا ہو۔

☆......خواہ وہ بیٹھا ہوا ہو یا لیٹا ہوا ہو یا چل رہا ہو حتی کہ اگر ایمبولینس میں لیٹا ہوا حاجی حالت احرام میں میدان عرفات سے گذر جائے گا تو بھی اس کا یہ پہلا فرض، وقوف عرفات ادا ہو جائے گا۔ (اس سہولت کا کیا ٹھکانہ ہے! شریعت پر قربان جایئے)۔

(ب) وقت کی انتہاء

وقوف عرفات کا افضل وقت اگر چہ زوال سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اس کا جائز وقت نویں تاریخ کا دن گذرنے کے بعد دسویں تاریخ کی صبح صادق تک ہے۔ اسی لئے اگر کسی شخص کی فلائٹ لیٹ ہو جائے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے وہ نویں تاریخ کو ظہر کے بعد عرفات نہ پہنچ سکے بلکہ نویں اور دسویں تاریخ کی درمیانی رات کے کسی بھی لمحہ حج کے احرام کے ساتھ میدان عرفات میں آجائے خواہ ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو اس کا حج ادا ہو جائے گا۔

جگہ کی سہولت

میدان عرفات اتنا بڑا ہے کہ لاکھوں افراد بآسانی اس میں سما سکتے ہیں اور اگر روئے زمین کے سارے مسلمان بیک وقت حج کرنا چاہیں اور ایک طرف سے عرفات کے میدان میں داخل ہو کر دوسری طرف سے نکلتے رہیں (اور انہوں نے حج کا احرام باندھا ہوا ہو) تو ان سب کا حج ادا ہو سکتا ہے۔ اور ان کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔ اسی طرح میدان عرفات میں کسی خاص جگہ ٹھہرنا یا میدان عرفات میں اپنے خیمہ سے نکل کر جبل رحمت جانا بھی شرعاً کوئی ضروری نہیں، حضور ﷺ کا مشہور ارشاد ہے: عرفہ سارا کا سارا موقف ہے اور مزدلفہ بھی سارا کا سارا موقف

ہے (مسلم شریف) صحابی حضرت یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عرفات کے میدان میں بہت دور ٹھہرا ہوا تھا کہ حضرت ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس بھیجا اور یہ پیغام بھجوایا کہ تم جہاں ٹھہرے ہو وہیں ٹھہرے رہو اور تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر ہو۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۲۸)

(د) طہارت وعدم طہارت کی وسعت

وقوف عرفات کے اس فرض میں شریعت نے یہ آسانی بھی رکھی ہے کہ اس میں غسل ہونا یا پاک ہونا بھی شرعاً لازم اور ضروری نہیں اسی لئے اگر کوئی خاتون اپنے ایام میں ہو اور حیض یا نفاس کی وجہ سے نماز قرآن نہ پڑھ سکتی ہو تو بھی اس کے وقوف عرفات میں کوئی ادنیٰ سا فرق نہیں پڑتا اور وقوف عرفات کی وہ تمام برکات وفضائل اس کے لئے بھی ہیں جن کا دوسری خواتین یا مردوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

حج کا تیسرا فرض: طواف زیارت

یہ حج کا تیسرا فرض ہے یہ مسجد حرام میں بیت اللہ کے گرد کیا جاتا ہے اور شرائط کے مطابق بیت اللہ کے گرد طواف کی دلی نیت کے ساتھ سات چکر لگانے کا نام ہے۔

وقت کی ابتداء

طواف زیارت کا وقت وقوف عرفات کا وقت ختم ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے یعنی دسویں تاریخ کی صبح صادق ہوتے ہی اس کا اصل وقت شروع ہو جاتا ہے۔

وقت کی انتہاء

طواف زیارت کا وقت کبھی فوت نہیں ہوتا یعنی تمام عمر میں ہو سکتا ہے لیکن اس میں درج ذیل ضروری تفصیل کا جاننا ضروری ہے کہ:

(الف)......اس کا جائز وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لے کر

بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک ہے لہٰذا اگر کوئی شخص ان تین دنوں میں یعنی دس۔گیارہ بارہ کی شام غروب آفتاب تک یہ طواف زیارت کرلے گا تو اس پر کوئی دم واجب نہیں ہوگا۔

(ب)......اگر کوئی خاتون حیض یا نفاس کی وجہ سے دس گیارہ بارہ کو پاک نہ ہوسکی تو ان تین دنوں بعد کے جب بھی وہ پاک ہوگی اس وقت وہ یہ طواف زیارت ادا کرے گی اور اس تاخیر کی وجہ سے اس پر بھی کوئی دم واجب نہیں ہے۔(البتہ اگر خاتون بارہ کی شام کو عصر تک پاک ہوگی تو اس پر لازم ہے کہ وہ فوری طور پر غسل وغیرہ کر کے یہ طواف زیارت ادا کرے)۔

(ج)......اگر کوئی بغیر عذر کے ان تین دنوں میں طواف نہ کرے بلکہ بعد میں کرے تو بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے جس کی وجہ سے دم (ایک بکرا یا ایک دنبہ کی قربانی) واجب ہوگا لیکن اس کا طواف زیارت ادا ہوجائے گا۔البتہ جبتک وہ طوافِ زیارت ادا نہیں کرے گا اس کیلئے ازدواجی تعلقات ناجائز ہی رہیں گے۔

طواف زیارت کا بدل

طواف زیارت چونکہ فرض ہے اور لازمی ہے لہٰذا اس کا کوئی بدل نہیں۔ وقوف عرفات کے بعد اسے اپنی زندگی میں ادا کرنا بہرحال لازم اور ضروری ہے۔ البتہ اس میں ایک صورت مستثنیٰ ہے اور وہ یہ کہ کوئی شخص وقوف عرفات کرنے کے بعد انتقال کرجائے اور وصیت کرجائے کہ میری طرف سے حج پورا کردینا تو طواف زیارت کے بدلہ میں ایک گائے یا اونٹ اس کی طرف سے ذبح کردیں تو اس کا حج پورا ہوجائے گا[1] اس ایک صورت کے علاوہ طواف زیارت کا کوئی بدل نہیں اور اپنی زندگی میں اسے ادا کرنا لازم اور ضروری ہے تین دن کے اندر اندر کرے گا تو کوئی دم لازم نہ ہوگا اور بلا عذر تین دن کے بعد ادا کیا جائے گا تو طواف زیارت

(۱) قال علیه السلام من وقف بعدقة فقد تم حجة' (جس نے وقوف عرفات کرلیا تو اس کا حج پورا ہوگیا) دیکھیں معلم الحجاج ص ۱۸۶ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور

ادا ہو جائے گا مگر اس تاخیر کی وجہ سے اس پر ایک دم واجب ہوگا۔ لیکن جبتک وہ طوافِ زیارت نہیں کریگا اسکے لئے ازدواجی تعلقات جائز نہ ہونگے۔

طواف زیارت کی جگہ

طواف زیارت ہو یا کوئی دوسرا طواف، طواف صرف مسجد حرام میں بیت اللہ کے گرد کیا جا سکتا ہے مسجد حرام سے باہر کیا ہوا طواف شرعاً غیر معتبر ہے۔ مسجد حرام میں جتنی وسعت ہوتی جائے گی طواف کی جگہ وسیع ہوتی جائے گی۔ اسی لئے کسی زمانہ میں مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ تھوڑی تھی اور اب خاصی وسیع ہے اور شرعاً مسجد حرام کی توسیع کے ساتھ مطاف کی توسیع میں بھی کوئی چیز مانع نہیں۔ طواف میں یہ بھی آسانی ہے کہ طواف مسجد کی نچلی منزل میں بھی ہو سکتا ہے اور اوپر بلکہ سب سے اوپر بھی (حالانکہ وہاں سے بیت اللہ نیچے نظر آتا ہے) اور شرعاً ایسا طواف درست ہے۔ البتہ طواف...... مسجد حرام کے اندر ضروری ہے باہر نہیں ہو سکتا۔

طواف زیارت میں نیت کی آسانی

طواف زیارت میں دل کی نیت کے ساتھ طواف زیارت کرنا چاہئے کہ میں یہ فریضہ ادا کر رہا ہوں۔ لیکن اگر کسی شخص نے طواف زیارت کے وقت میں یعنی دس کی صبح صادق سے لے کر بارہ کے غروب آفتاب تک کے وقت میں طواف کیا اور صرف طواف کی نیت کی اور خاص طواف زیارت کی نیت نہیں کی تو بھی اس کا یہ فریضہ ادا ہو جائے گا۔ (ص ۱۹۸ معلم الحجاج)

لباس کی سہولت

عام طور سے حج یا عمرہ کا طواف احرام کی چادروں کے ساتھ اور احرام ہونے کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ لیکن شریعت نے طواف زیارت میں یہ سہولت بھی دی ہے کہ اگر کسی شخص نے ابھی تک حج کے ضروری واجبات میں سے کوئی واجب مثلاً

قربانی حلق ابھی تک نہیں کیئے تو بھی وہ حالت احرام ہی میں یہ طواف زیارت کرسکتا ہے اور اگر وہ دسویں کی رمی قربانی اور حلق کر چکا ہے اور اس کا احرام ختم ہو چکا ہے تو وہ عام نارمل لباس میں ہی یہ طواف زیارت ادا کرتا ہے۔

طواف کے چند ضروری مسائل

طواف زیارت کے بلکہ ہر طواف میں چند باتوں کا خیال رکھنا لازم ہے:

(۱)......ناپاک جنبی حائضہ وغیرہ نہ ہو اور باوضو ہو۔ للہذا بغیر غسل اور وضوء کے طواف کرنا جائز نہیں۔

(۲) لباس میں ستر کی شرعی حد پوری کی گئی ہو۔

(۳) جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہے وہ پیدل طواف کرے۔

(۴) داہنی طرف سے طواف شروع کرے (جیسا کہ سب لوگ طواف کرتے ہیں)۔

(۵) طواف کرتے وقت حطیم کے اندر سے نہ جائے۔

(۶) سات چکر لگائے۔

(۷) طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اسے ''دوگانۂ طواف'' بھی کہتے ہیں اور ہر طواف کے بعد یہ دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔

حج کے واجبات

شروع میں تحریر کیا گیا ہے کہ حج میں تین فرض ہیں۔ (۱) احرام جو شرط کے درجہ میں ہے (۲) وقوف عرفہ جو حج کا اہم ترین بلکہ بنیادی رکن ہے (۳) طواف زیارت۔ اب یہ بات قابل ذکر ہے کہ حج کے واجبات صرف چھ ہیں۔ للہذا تین فرائض کی طرف مسلسل توجہ رکھنے کے بعد ہر حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ حج کے ان چھ واجبات کو اپنے سامنے رکھے اور انہیں بجالانے کی پوری کوشش کرے

تا کہ حج کے فرائض و واجبات پورے ہوجائیں۔

حضرت مفتی سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسائل حج پر اپنی مایہ ناز کتاب "معلم الحجاج" میں تحریر فرماتے ہیں:

> "بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵ تک شمار کئے ہیں وہ حقیقت میں حج کے بلاواسطہ واجبات نہیں بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں مثلاً بعض احرام کے ہیں۔ بعض طواف کے ہیں...... حج کے واجبات بلاواسطہ صرف چھ ہیں۔ (ص ۹۵)

حج کے وہ چھ واجبات یہ ہیں۔

(۱) مزدلفہ میں وقوف کرنا۔
(۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔
(۳) رمی جمار یعنی جمرات پر اپنے وقت میں کنکریاں مارنا۔
(۴) حج قران اور حج تمتع کرنے والوں کو قربانی کرنا (حج افراد کرنے والوں پر حج کی قربانی واجب نہیں ہے)
(۵) حلق یعنی اپنے وقت پر سر کے بال منڈوانا یا تقصیر یعنی بال چھوٹے کروانا
(۶) میقات کے باہر سے آنے والوں کے لئے طواف وداع کرنا۔

فرض اور واجب میں فرق

فرض اور واجب میں فرق یہ ہے کہ اگر حج کے فرائض میں سے کوئی فرض مثلاً احرام اور وقوف عرفہ ادا نہ کیا جائے تو حج ہی نہ ہوگا لیکن اگر واجبات حج میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو حج ادا ہوجائے گا مگر ناقص ہوگا۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ حج کے فرائض کا کوئی بدل نہیں جیسا کہ پہلے تحریر کیا جاچکا ہے لیکن حج کے واجبات میں سے کوئی واجب ترک ہوجائے تو اس کا تدارک دم یا

صدقہ سے ہوسکتا ہے [1] جس کی تفصیل علماء کرام سے یا معلم الحجاج جیسی مسائل کی کتاب سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

حج کا پہلا واجب: وقوف مزدلفہ

حاجی لوگ جب ذوالحجہ کی نو تاریخ کوغروب آفتاب کے بعد میدانِ عرفات سے واپس منیٰ اور مکہ مکرمہ کی طرف لوٹتے ہیں تو میدان عرفات سے کچھ آگے جاکر حرم مکہ کے آغاز میں مزدلفہ کا میدان آتا ہے جسے قرآن میں مشعرحرام بھی کہا گیا ہے۔اور وہاں ذکراللہ کا حکم دیا گیا ہے۔(سورۂ بقرہ:۱۹۸) حاجی لوگ مزدلفہ میں رات گذارتے ہیں۔مزدلفہ میں رات گذارنا تو سنت ہے لیکن رات گذرنے کے بعد جب صبح صادق ہوجائے تو اول وقت میں نماز فجر ادا کرکے وقوف مزدلفہ کیا جاتا ہے اس وقت میں یہ وقوف مزدلفہ واجب ہے۔افضل اور سنت طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لےکر طلوع آفتاب تک آدمی کھڑے ہوکر (ورنہ بیٹھ کر) اللہ تعالیٰ کے حضور خوب ذکر کرے اور خوب دعائیں کرے اسے وقوف مزدلفہ کہا جاتا ہے۔

(الف) وقوف مزدلفہ میں وقت اور جگہ کی آسانی

افضل اور بہترین طریقہ تو وہ ہے جو ابھی تحریر کیا گیا لیکن وقوف عرفات کی طرح وقوف مزدلفہ میں بھی شریعت نے بہت آسانی دی ہے۔مزدلفہ میدان بھی بہت وسیع ہے اسی میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جاسکتا ہے۔اور وقوف کے لئے نہ کھڑے ہونا ضروری ہے نہ بیٹھنا لہٰذا اگر کوئی اس وقت میں وہاں حج کا احرام باندھ کر موجود ہو خواہ چند لمحہ ہی مزدلفہ میں رہا ہو اس کا وقوف خود بخود ہوجائے گا اور واجب ادا ہوجائے گا۔نہ مزدلفہ میں کسی خاص جگہ کی قید ہے نہ وقت کی کوئی خاص

---

(۱) اس کی مثال ایسی ہے جیسے رکوع سجدہ وغیرہ نماز میں فرض ہیں اگر کوئی شخص رکوع سجدہ پر قادر ہو اور وہ رکوع یا سجدہ نہ کرے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوگی اور نہ سجدۂ سہو سے اس کا کام چل سکتا ہے،لیکن نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب مثلاً سورۂ فاتحہ یا قعدہ اولیٰ چھوٹ جائے تو وہ آخر میں سجدۂ سہو کرکے اپنی نماز مکمل کرسکتا ہے۔

پابندی البتہ یہ وقوف صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان ہی ہونا چاہئے۔

(ب) مزدلفہ میں بیماروں، ضعیفوں، کمزور عورتوں اور چھوٹے بچوں کیلئے شریعت کی آسانی

عام حاجیوں کے لئے مزدلفہ میں رات گذارنا سنت ہے اور صبح صادق کے بعد وقوف کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے مزدلفہ کا وقوف اپنے اختیار سے ترک کیا تو اس پر دم واجب ہوگا لیکن اگر مریض ہے۔ یا بہت بوڑھا ہے۔ یا بچہ ہے یا عورت کے لئے ہجوم کی وجہ سے وہاں ٹھہرنا سخت مشکل ہو اور یہ لوگ اپنے اعذار کی بناء پر مزدلفہ میں رات گذارے اور صبح کو وقوفِ مزدلفہ کیئے بغیر منیٰ چلے جائیں تو شرعاً یہ معذور سمجھے جائیں گے اور ان پر وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی وجہ سے کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص میدان عرفات ہی میں بہت تاخیر سے مثلاً رات کے بالکل آخری حصہ میں پہنچا اور وہاں سے جب مزدلفہ روانہ ہوا تو سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ نہ پہنچ سکا تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۷۴)

حج کا دوسرا واجب: صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا

شروع میں تحریر کیا گیا تھا کہ دس رگیارہ ربارہ رتاریخ کو طواف زیارت کیا جاتا ہے جو حج میں فرض ہے۔ طواف زیارت کے بعد سعی کی جاتی ہے یعنی صفا مروہ کے درمیان سات چکر ہوتے ہیں یہ سعی واجب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طواف زیارت تو ہر حال میں کرنا ہے اور فرض ہے لیکن سعی کا درجہ اس سے کچھ کم ہے اور یہ واجب ہے اسی لئے اگر کوئی شخص طواف زیارت تو کرلے مگر پھر دل کی تکلیف یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے صفا مروہ کے درمیان نہ خود چل کر سعی کرسکے نہ کرسی پر بیٹھ کر، اور وہ بالکل ہی صاحب فراش ہوجائے تو وہ ایک دم ادا کرکے سعی

کا تدارک کرسکتا ہے اور اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔

سعی کی آسانیاں

(الف)...... واضح رہے کہ سعی ہمیشہ طواف کے بعد ہوتی ہے۔ علیحدہ سے سعی کی عبادت کا کوئی تصور نہیں۔ اس لئے آدمی حج میں جب طواف زیارت کرے گا اس کے بعد ہی سعی کرے گا۔ اسی لئے عورت اگر اپنے ایام کی مجبوری کی وجہ سے حج کے تین دنوں میں دس گیارہ بارہ کو طواف زیارت نہ کرسکے بعد میں کرے تو وہ سعی بھی طواف زیارت کے بعد ہی کرے گی۔

(ب)...... طواف زیارت تو مسجد حرام میں ہوتا ہے اس لئے طواف کے لئے پاک ہونا ضروری ہے لہٰذا حیض نفاس والی عورت طواف نہیں کرسکتی لیکن سعی صفا مروہ کے درمیان ہوتی ہے اور وہ حصہ مسجد حرام سے باہر ہے۔ اس لئے ایسی خاتون اس جگہ میں جاسکتی ہے اور سعی کرسکتی ہے۔ اسی بناء پر اگر کسی خاتون نے مثلاً طواف زیارت کرلیا لیکن جب وہ سعی شروع کرنے لگی تو اسے حیض شروع ہوگیا ہو وہ بھی شرعاً صفا مروہ کے درمیان اسی حالت میں سعی کرسکتی ہے اور یہ سعی شرعاً معتبر ہوگی اور اس کا واجب ادا ہو جائے گا۔

(ج) طوافِ زیارت کے بعد جو سعی کی جاتی ہے وہ واجب ہے۔ شریعت نے اس میں یہ آسانی دی ہے کہ اگر کوئی شخص حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھنے کے بعد طواف قدوم[1] کے ساتھ یہ سعی پہلے کرلے تو یہ واجب ادا ہو جاتا ہے اور اسے طوافِ زیارت کے بعد دوبارہ یہ سعی نہیں کرنی پڑتی لہٰذا اگر:

۱)۔ مفرد[2] مکہ مکرمہ حاضری کے وقت طواف قدوم کے ساتھ سعی کرلے۔

۲)۔ یا قارن عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہونے کے بعد حج کا طواف

---

(۱)۔ واضح رہے کہ حج افراد اور حج قِران کرنے والوں کیلئے طواف قدوم سنت ہے۔ ۱۲ محمود

(۲)۔ مُفرد، قارِن اور متمتع کا مطلب سمجھنے کے لئے ص ۲۸ ص ۲۹ ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

قدوم کرے اور اس کے ساتھ سعی کر لے تو تو طواف قدوم کی سنت ادا ہونے کے ساتھ طواف زیارت کی واجب سعی بھی ادا ہو جائے گی اور اسے طواف زیارت کے بعد سعی نہیں کرنی ہوگی۔

۳)۔ متمتع کیلئے طواف قدوم سنت نہیں لیکن اگر وہ حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے نفلی طواف کر کے اپنی حج کی سعی کر لے تو بھی یہ سعی ادا ہو جائیگی۔ البتہ مفرد اور متمتع کیلئے سعی طواف زیارت کے بعد کرنا بہتر ہے۔

(د)...... اگر ضعف / تکان کی وجہ سے سعی کے دوران سانس درست کرنے کے لئے لئے بیٹھ جائے پانی پی لے یا وضو وغیرہ کی حاجت کی وجہ سے باہر جا کر اپنی حاجت سے فارغ ہو کر پھر آ کر سعی جاری رکھے تو اس کی بھی گنجائش ہے کوئی حرج یا گناہ نہیں۔

(ہ)...... سعی خود پیدل کرنی چاہئے لیکن مریض / بوڑھا اگر وھیل چیئر پر بیٹھ کر سعی کرے تو شرعاً اس کی بھی اجازت ہے۔

حج کا تیسرا واجب: جمرات پر کنکریاں مارنا

حج کے دنوں میں رمی جمار یعنی جمرہ عقبہ۔ جمرہ وسطی اور جمرۂ اولی کے تین جمرات پر رمی کرنا واجب ہے جب آدمی منیٰ کی طرف سے مکہ مکرمہ کی طرف بڑھے تو سب سے پہلے جمرۂ اولی آتا ہے اسے لوگ چھوٹا شیطان کہتے ہیں۔ پھر جمرۂ وسطی آتا ہے اسے درمیانہ شیطان کہا جاتا ہے پھر آخر میں مکہ مکرمہ کی طرف جمرۂ عقبہ ہے جسے بڑا شیطان کہتے ہیں۔

(۱)...... دسویں تاریخ کو وقوف مزدلفہ سے فارغ ہو کر جب مزدلفہ سے واپس منی آتے ہیں تو صرف جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں ماری جاتی ہیں، یہ رمی واجب ہے۔

(۲)...... گیارہویں تاریخ کو تینوں جمرات پر یعنی جمرۂ اولی پھر جمرۂ وسطی پھر جمرۂ عقبہ پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں یہ رمی بھی واجب ہے۔

(۳)...... بارہویں تاریخ کو بھی تینوں جمرات پر یعنی جمرۂ اولیٰ پھر جمرۂ وسطیٰ پھر جمرۂ عقبہ پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں یہ رمی بھی واجب ہے۔

(۴)...... تیرہویں تاریخ کو بھی انہی تینوں جمرات پر رمی کی جاتی ہے لیکن یہ صرف اختیاری ہے یعنی حاجی چاہے تو منیٰ میں رہ کر تیرہویں تاریخ کو رمی کر لے اور نہ چاہے تو نہ کرے بلکہ تیرہ کی صبح صادق سے پہلے واپس مکہ مکرمہ چلا جائے تو تیرہویں تاریخ کو رمی کرنا واجب نہیں ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ کی رمی واجب ہے تیرہویں کی واجب نہیں۔ جن تین دنوں میں رمی واجب ہوتی ہے ان میں شریعت کی آسانیاں بالترتیب ملاحظہ فرمائیں۔

دسویں تاریخ کو جمرۂ عقبہ پر رمی کرنا

اس تاریخ کی واجب رمی کا وقت اس دن یعنی دسویں تاریخ کی صبح صادق کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے اور گیارہویں تاریخ کی صبح صادق سے پہلے پہلے تک باقی رہتا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس رمی کا وقت ایک دن ایک رات یعنی چوبیس گھنٹہ رہتا ہے اوران چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بھی دسویں تاریخ کی یہ رمی کی جائے گی یہ واجب ادا ہو جائے گا اور کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ البتہ ان چوبیس گھنٹوں میں میں مزید تفصیل یہ ہے کہ:

(الف)...... دسویں کی صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک عام صحتمند شخص کے لئے یہ رمی کرنا مکروہ ہے (کیونکہ یہ وقت تو وقوفِ مزدلفہ کا ہے جیسا کہ پہلے تفصیل گذر چکی ہے) البتہ عورت، کمزور، بوڑھے، بیمار لوگ اگر اس وقت میں رمی کر لیں تو ان کیلئے کوئی کراہت نہیں (کیونکہ وہ وقوف مزدلفہ سے مستثنیٰ ہو چکے ہیں اور مزدلفہ چھوڑ کر منیٰ آ چکے ہیں) (معلم الحجاج ص ۱۷۷)۔

(ب)...... دسویں تاریخ کو طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت جائز ہے اور اس میں رمی کر لینا بہتر ہے۔

(ج)...... غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک رمی کرنے سے بھی رمی ادا ہو جائے گی۔ اور بیماروں، کمزوروں، بوڑھوں عورتوں بچوں کیلئے مطلقاً کوئی کراہت نہیں۔ اسی طرح وہ صحتمند لوگ جنہیں جان مال آبرو کا کوئی عذر ہو یا کچلے جانے کا ڈر ہو ان کے لئے بھی کوئی کراہت نہیں۔ البتہ محض سستی سے بیٹھے رہنا اور سارا دن گذار کر رات کو رمی کرنا مکروہ ہے۔ بشرطیکہ صحتمند مرد ہونے کے باوجود دن کے وقت میں رمی کرنا ممکن ہو لیکن جب لاکھوں کا مجمع ہو اور دن میں سب کیلئے رمی کرنا عقلاً یا عادۃً بھی ممکن نہ ہو تو رات کے وقت میں ہجوم کے اس عذر کی وجہ سے مغرب کے بعد رمی کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔

اور اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی صحتمند شخص بھی دسویں تاریخ کی رمی دن کے بجائے رات کو کرے تو اس پر کوئی دم واجب نہیں ہے۔

رمی دوسرے سے کروانا

صحتمند آدمی جو چلنے پھرنے کے قابل ہے اس کے لئے تو رمی خود کرنا ہی واجب ہے۔ لیکن اگر مریض عورت / مریض مرد / بوڑھا / ہسپتال میں داخل شخص / اسی طرح ہر وہ شخص جو جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر نہ جا سکتا ہو یا جا سکتا ہو مگر اس کا مرض بڑھ جانے اور تکلیف کی شدت کا غالب گمان ہو مثلاً دل کا سخت مریض وہ معذور سمجھا جاتا ہے اور اسے یہ اجازت ہے کہ جمرات پر خود کنکریاں مارنے کے بجائے کسی کو اپنا نمائندہ بنا دے۔ وہ نمائندہ پہلے خود اپنی سات کنکریاں مارے گا پھر معذور کی طرف سے سات کنکریاں مارے گا تو معذور کا واجب بھی ادا ہو جائے گا۔ (نوٹ: یہی حکم باقی تین دنوں کی رمی کا ہے)۔

رمی کا طریقہ

کنکریاں مارنے کے لئے کوئی خاص حالت یا ہیئت یا طریقہ شریعت نے واجب نہیں کیا اسی طرح ستون پر لگنا بھی کوئی حکم شرعی نہیں بلکہ جہاں سب لوگوں کی کنکریاں ستون کے قریب گر کر جمع ہو رہی ہیں حاجی کی کنکریاں وہاں گر جائیں تو واجب ادا ہو جائے گا۔ (البتہ کچھ سنن و آداب ہیں جو سب کتابوں میں تفصیل سے تحریر شدہ موجود ہیں)۔

گیارہویں اور بارہویں تاریخ کی رمی کا حکم

گیارہویں تاریخ کو اور اسی طرح بارہویں تاریخ کو تینوں جمرات پر رمی کرنا واجب ہے پہلے جمرۂ اول، پھر جمرہ وسطی، پھر جمرۂ عقبہ میں سے ہر ایک پر سات سات کنکریاں مارنی ہوتی ہیں۔

گیارہویں اور بارہویں تاریخ کی رمی میں وقت کی آسانی

گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو رمی کا وقت زوال سے شروع ہو جاتا ہے اور اگلے دن صبح صادق سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔ اگر جان مال آبرو اور کچلے جانے، چوٹ لگنے کا خطرہ نہ ہو تو غروب آفتاب سے پہلے کر لینا بہتر ہے لیکن موجودہ صورت حال میں جبکہ نصف کروڑ کے قریب مسلمانوں کا اجتماع ہو رہا ہو زوال سے غروب آفتاب تک ان سب مسلمان حاجیوں کا اس جگہ میں رمی کر لینا عادۃً محال کے قریب ہے اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ زوال آفتاب کے بعد آنے والی صبح صادق سے پہلے پہلے جس وقت میں بھی حاجی رمی کرلے گا رمی جائز ہوگی اور وہ صبح صادق سے پہلے پہلے منی سے مکہ مکرمہ واپس آسکتا ہے اور اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ لہٰذا اس بات پر تمام جدید و قدیم علماء اور فقہاء سب کا اتفاق بلکہ دوسرے لفظوں میں پوری امت کا اجماع سمجھنا چاہئے گیارہ اور بارہ کی رمی میں اس دن کے زوال آفتاب سے لے کر آنے والی صبح صادق تک اگر کوئی حاجی ان جمرات پر اپنی کنکریاں مارلے گا تو اس کا واجب ادا

ہو جائے گا اور اس پر کسی قسم کا کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

تیرہویں تاریخ کی اختیاری رمی (غیر واجب) کا وقت

یہ بات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۱۳ رذوالحجہ کی رمی واجب نہیں۔ اگر کوئی حاجی تیرہویں تاریخ یعنی ۱۳ رذوالحجہ کی صبح صادق سے پہلے منیٰ سے نکل جائے تو اس پر تیرھویں تاریخ کی رمی واجب نہیں لیکن اگر کوئی شخص منیٰ ہی میں ٹھہرا رہا وہاں سے نہیں نکلا یہاں تک کہ ۱۳ ر کی صبح صادق کا وقت شروع ہوگیا تو اب اس پر ۱۳ ر کی رمی کرنا واجب ہے اور وہ غروب آفتاب سے پہلے پہلے تک تینوں جمرات پر رمی کر کے اپنا یہ واجب بآسانی ادا کر سکتا ہے۔

حج کا چوتھا واجب: حج کی قربانی

ایک قربانی تو دنیا بھر کے مسلمان عیدالاضحیٰ پر اپنے اپنے علاقہ میں کرتے ہیں، مالدار صاحب استطاعت لوگوں پر یہ عیدالاضحیٰ کی قربانی شریعت کی طرف سے ہے۔ لیکن حج کی قربانی علیحدہ ہے اور اسے شریعت کی اصطلاح میں "دم شکر" کہا جاتا ہے۔ یہ "دم شکر" تین قسم کے حاجیوں میں سے صرف دو قسم کے حاجیوں پر واجب ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل جاننے کے لئے یہ سمجھئے کہ حج کی تین قسمیں ہیں اس لئے حاجی بھی تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

(۱)۔ حجِ افراد......: اس میں حاجی جب اپنے گھر سے حج کے لئے چلتا ہے تو صرف "حَج" کا احرام باندھتا ہے ایسے حاجی کو "مُفرد" کہتے ہیں یعنی حج افراد کرنے والا۔ اور یہ شخص جب تک اپنا حج ادا نہ کر لے اس کا احرام نہیں کھلتا اور نہ وہ حج سے پہلے کوئی عمرہ کر سکتا ہے۔ اس حج میں قربانی واجب نہیں ہوتی اور ایسا حاجی دسویں تاریخ کی رمی کرتے ہی قربانی کئے بغیر اپنا احرام کھول سکتا ہے۔

(۲)۔ حج تمتع......: اس میں حاجی جب حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد حرم

کے لئے چلتا ہے تو صرف "عمرہ" کا احرام باندھتا ہے۔ مکہ مکرمہ آ کر عمرہ کرتا ہے اور عمرہ مکمل ہونے کے بعد وہ احرام ختم کر دیتا ہے پھر سات یا آٹھ ذوالحجہ کو وہ دوبارہ احرام باندھتا ہے۔ یہ احرام صرف حج کا ہوتا ہے اور حج کے بعد یہ احرام کھل جاتا ہے۔ اس طرح یہ حاجی حج کے مہینوں میں حج سے پہلے عمرہ کرتا ہے اور حج کے دنوں میں حج۔ ایسے حج کو "تمتع" کہا جاتا ہے اور ایسے حاجی کو "متمتع" کہتے ہیں۔ اس قسم کے حج میں "دم شکر" واجب ہوتا ہے یعنی دسویں کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد اس کیلئے ایک بکرا، بکری، دنبا بھیڑ یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانی کرنا واجب ہے۔

(۳)۔ حجِ قِران......: اس حج میں آدمی جب حج کے لئے گھر سے چلتا ہے اور احرام باندھتا ہے تو وہ بیک وقت حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھتا ہے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرتا ہے مگر اس کا احرام باقی رہتا ہے۔ اور عمرہ مکمل ہونے کے باوجود اس کا احرام اس لئے نہیں کھلتا کہ اس نے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھا ہوا ہے، لہٰذا وہ اسی پرانے احرام میں مکہ مکرمہ میں رہتا ہے پھر جب حج کے دنوں میں حج کر لیتا ہے اس کے بعد اس کا احرام ختم ہوتا ہے اس حج کو "قران" کہتے ہیں اور ایسے حاجی کو "قارن" کہتے ہیں احناف کے نزدیک یہ سب سے افضل ہے اور اس حاجی پر بھی دسویں کی رمی کرنے کے بعد واجب ہوتی ہے یعنی اسے "دم شکر" ادا کرنا لازم ہے۔

قربانی کی آسانی

عیدالضحیٰ کی قربانی میں جو جانور قربان کئے جاتے ہیں دم شکر میں بھی نہیں جانوروں کی قربانی کرنا لازم ہے لہٰذا بکرا، بکری دُنبا، دُنبی بھیڑ اسی طرح گائے، اونٹ یا بیل کا ساتواں حصہ بھی ادا کر لینا کافی ہے۔ اگر ایک گائے/اونٹ میں چند افراد شریک ہوں اور سب کے حصے سات سے زیادہ نہ ہوں کچھ کی نیت "دم شکر"

کی ہو، کچھ نے عید الاضحیٰ کی واجب یا نفلی قربانی کی نیت سے اپنا حصہ رکھا ہو، اور کسی نے عقیقہ کی نیت سے حصہ رکھا ہوا ہو تو ایسا کرنا بھی جائز ہے، کوئی حرج نہیں۔

قربانی میں وقت کی آسانی

یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہئے کہ دسویں تاریخ کی صبح مزدلفہ سے منیٰ واپس آکر حاجی کو سب سے پہلے جمرۂ عقبہ پر رمی کرنا یعنی سات کنکریاں مارنا واجب ہے اور جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد ہی وہ قربانی کرے یعنی دسویں کی رمی پہلے ہوگی اس کے بعد حج کی قربانی کی جائے گی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص دسویں تاریخ کی رمی شریعت کی دی ہوئی آسانی کے مطابق بہت دیر سے کرتا ہے تو وہ خود بخود قربانی بھی دیر سے کرے گا۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا مثلاً کوئی شخص دسویں تاریخ کے دن میں رمی نہ کرسکا اور سورج غروب ہونے کے بعد بلکہ آدھی رات کو اس نے رمی کی تو وہ قربانی بھی اس کے بعد ادا کرے گا۔ اور اس میں شریعت کی مزید آسانی یہ ہے کہ رمی کے فوراً بعد قربانی کرنا بھی کوئی ضروری نہیں اگر کوئی شخص آدھی رات کو دسویں کی رمی کرتا ہے تو وہ رات کو سونے کے بعد گیارہ تاریخ کو دن میں کسی بھی وقت قربانی کرسکتا ہے۔

لیکن یہ بات واضح رہے کہ اگر حاجی پر حج تمتع یا حج قِران کی وجہ سے قربانی واجب ہو تو جب تک وہ قربانی نہیں کرے گا اس کے لئے سر منڈانا یا بال کتروانا یا احرام سے نکلنا جائز نہیں ہوگا لہٰذا قربانی واجب ہونے کی صورت میں اسے پہلے یہ اطمینان کرلینا چاہئے کہ میری قربانی ادا ہوگئی ہے اس کے بعد سر منڈوا کر وہ اپنا احرام ختم کرسکتا ہے۔

حج کا پانچواں واجب: حلق یا قصر

حلق کا مطلب ہے سر منڈانا سر پر استرا پھروانا اور قصر کا مطلب ہے انگلی کے ایک پورے کے برابر سر کے بال چھوٹے کروانا۔

مردتو حلق بھی کرواسکتے ہیں اور قصر بھی البتہ ان کے لئے حلق افضل ہے اگر سر پر ایک پورے کی مقدار سے زائد بال موجود ہیں تو مرد حلق بھی کرسکتا ہے اور قصر بھی، اور اگر سر پر ایک پورے سے کم بال ہیں تو حلق ہی کرنا واجب ہے۔ اور اگر سر پر بال ہی نہ ہوں تو سر پر اُسترا یا ریزر پھیرنے سے بھی واجب ادا ہو جائے گا بلکہ اگر سر کے زخموں کی وجہ سے مجبوری میں استرہ بھی نہ چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے اور مثل منڈوانے والے کے حلال ہو جائے گا۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۳)

قصر یعنی بال کٹوانے اور کتروانے کے لئے ضروری ہے کہ پورے سر کے بال انگلی کے ایک پورے کے برابر کٹوائے جائیں...... بلکہ شریعت نے اس میں یہ آسانی بھی دی ہے کہ اگر کوئی شخص سر کے چوتھائی حصہ کے برابر بال ایک پورے کی مقدار میں کٹوالے تو بھی یہ واجب ادا ہو جائے گا، البتہ شدید مجبوری کے بغیر صرف چوتھائی سر پر اکتفاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (معلم الحجاج)

حلق رقصر کا وقت

یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہے کہ حلق یا قصر کے ذریعہ آدمی احرام سے نکلتا ہے اور اس کا احرام کُھل کر اسپر سے احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ حلق سے پہلے کے واجبات حج ادا کیئے جا چکے ہوں یعنی دسویں تاریخ کی رمی بھی ہو چکی ہو اور حج تمتع یا حج قران کی وَجہ سے اگر دم شکر کی قربانی واجب ہوئی تھی وہ بھی کرلی گئی ہو۔ اس کے بعد ہی حلق یا قصر کیا جائے اگر دسویں کی رمی یا قربانی سے پہلے بال کٹوالئے گئے تو اس غلطی کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک دم واجب ہو جائے گا۔

حلق یا قصر میں آسانی

جب دسویں تاریخ کی رمی بھی کرلی ہو اور اگر حج تمتع یا حج قران کی وجہ سے قربانی واجب ہوئی تھی وہ بھی ادا کرلی ہو تو:

(الف) آدمی خود اپنے بال کاٹ سکتا ہے اور اپنا سر خود مونڈ سکتا ہے شرعاً کوئی حرج نہیں۔

(ب) اسی طرح کسی دوسرے شخص سے جس کا احرام کھل چکا ہو اپنے بال کٹوانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(ج) اسی طرح جن دو حاجیوں کے احرام کھلنے کا وقت آ گیا ہو مثلاً انہوں نے دسویں کی رمی کر لی ہو اور حج کی قربانی اگر ان پر واجب تھی وہ بھی کر لی ہو اور دونوں کے احرام کھلنے کے لئے صرف بال مونڈنا یا کتروانا باقی ہو تو ایسے دو حاجی مرد ایک دوسرے کا سر مونڈ سکتے ہیں اور ایسی دو حاجن عورتیں ایک دوسرے کے بال ایک ایک پورے کے برابر کاٹ سکتی ہیں، کوئی حرج نہیں۔

(د) لیکن ایسا حاجی جس کے احرام کھلنے کا ابھی وقت نہیں آیا مثلاً اس نے ابھی دسویں کی رمی ہی نہیں کی یا دسویں کی رمی اس نے کر لی ہے لیکن اس پر حج کی قربانی واجب تھی وہ اس نے ابھی ادا نہیں کی وہ نہ اپنا سر مونڈ سکتا ہے اور نہ دوسرے کا، نہ اپنے بال کاٹ سکتا ہے اور نہ دوسرے کے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ حج کی جنایت ہوگی (یعنی جرم ہوگا) اور اس پر ایک دم واجب ہوگا۔ لہٰذا اس کی پوری احتیاط رکھی جائے۔

حج کا چھٹا واجب:......طوافِ وَداع

جس شخص[1] نے میقات کے باہر سے آ کر حج کیا ہو خواہ اس کا حجِ افراد ہو یا حجِ تمتع یا حجِ قران۔ مکہ مکرمہ سے واپس جاتے وقت اس کے لئے طواف وداع کرنا

---

(۱) ایسے شخص کو آفاقی کہتے ہیں۔ اس پر مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت طواف وداع واجب ہے اور جو میقات پر رہتا ہو اسے میقاتی اور جو میقات اور حرم کے درمیان رہتا ہو اسے حلّی اور جو مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہو اسے مکی کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ میقاتی، حلّی اور مکی حاجی کے لئے طواف وداع واجب نہیں بلکہ صرف مستحب ہے، طواف وداع صرف آفاقی کے لئے واجب ہے۔

واجب ہے۔اس طواف وداع میں بھی طواف کے دوران اُن سات باتوں کا خیال رکھنا لازم ہے جنہیں ہم نے طواف زیارت کے آخر میں بیان کیا ہے۔ (دیکھیں ص۱۹) اور بہتر یہ ہے کہ یہ طواف وداع اس وقت کیا جائے جب آدمی مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے والا ہو۔

طواف وداع کی آسانیاں

(الف)......اگر کوئی خاتون طواف زیارت (فرض) کر کے فارغ ہو چکی ہو اور طواف وداع سے پہلے اسے حیض یا نفاس آ جائے تو اس پر طواف وداع واجب نہیں رہتا بلکہ وہ طواف وداع کیئے بغیر مکہ مکرمہ سے واپس جا سکتی ہے۔اسی طرح نابالغ بچہ پر بھی یہ طواف واجب نہیں۔

(ب)......طواف زیارت کے بعد جو بھی نفلی طواف کیا گیا ہو وہ خود بخود طواف وداع کے قائم مقام ہو جائے گا اور واجب ادا ہو جائے گا۔مثلاً کوئی شخص طواف زیارت کے بعد مکہ مکرمہ میں رہا۔اس نے ایک یا ایک سے زیادہ نفلی طواف کیئے، لیکن مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت اسے طواف وداع کا موقع نہ ملا۔تو آخری نفلی طواف خود بخود طواف وداع کے قائم مقام ہو گا اور اس کا یہ واجب ادا ہو جائے گا۔

(ج)......اس طواف میں بھی طہارت وغیرہ کی شرائط کے ساتھ خالی طواف کی نیت کرنا کافی ہے۔لہٰذا اگر کسی نے صرف طواف کی نیت کی خاص طواف وداع کی نیت نہیں کی تو بھی اس کا طواف وداع ادا ہو جائے گا۔

(د)......طواف وداع میں وقت کی کوئی تحدید نہیں۔لہٰذا اگر کوئی شخص طواف زیارت کے بعد مکہ مکرمہ میں رہا لیکن بیماری یا کسی بھی وجہ سے اس نے کوئی طواف نہیں کیا اور پھر مثلاً ایک دو ماہ بعد واپس جاتے وقت اس نے طواف کیا تو یہ طواف ہی طواف وداع ہو گا۔اور واجب ادا ہو جائے گا۔

...... تنبیہ ......

ہم نے اس مضمون میں حج کے تین فرائض اور چھ واجبات کا ذکر کیا ہے اور شریعت نے حج کے ان فرائض و واجبات میں جو آسانیاں دی ہیں وہ فقہ حنفی کے مذہب راجح کے مطابق ذکر کی ہیں۔ لیکن ان فرائض و واجبات کے ادائیگی کے ساتھ سنن اور مستحبات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے اور انہیں ادا کرنے کا پورا اہتمام کرنا چاہیئے۔ یہ سنن و مستحبات حج کی تمام کتابوں میں ذکر ہیں اور حج کا جو طریقہ بھی تحریر کیا جاتا ہے اس طریقہ میں بالعموم سب یا اکثر سنن و مستحبات شامل ہوتے ہیں۔

عام طور سے انسان اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ ہی حج کرتا ہے۔ اس لئے مسلمان کو چاہیئے کہ وہ سفر حج کی پوری قدر کرے۔ اور حج کے فرائض و واجبات کے ساتھ سنن و مستحبات کا بھی خیال رکھے تاکہ اُسے اس سفر کی خیر و برکات اور انوار زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں۔

☆☆☆

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ، وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ

جو ان مہینوں میں اپنے اوپر حج فرض کرلے تو نہ حج میں نہ فحاشی ہو نہ گناہ اور نہ جھگڑا۔ اور تم جو بھی نیکی کرو گے اللہ اسے جانتا ہے، اور توشہ لے کر جایا کرو اور بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ (البقرہ ۱۹۷)

(ضمیمہ)

حج میں ہونے والی خرابیاں

تحریر: محمود اشرف عثمانی

خادم طلبہ و خادم دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

ناشر

ادارہ اسلامیات کراچی۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج میں ہونے والی خرابیاں

حج میں فرائض وارکان کو بجالانے کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے بھی پہلے یہ ضروری ہے کہ ہمیں اور آپ کو ان باتوں کا علم ہو جن سے حج خراب ہوتا ہے۔ یہ خرابیاں دو قسم کی ہیں:

پہلی قسم کی خرابیاں (حج کے گناہ)

(الف)...... وہ گناہ جو حج سے باہر بھی، یعنی حج سے پہلے اور حج کے بعد بھی گناہ ہیں مگر حج کے دوران ان گناہوں کی سنگینی بہت بڑھ جاتی ہے کیونکہ قرآن و حدیث میں حج کے دوران ان گناہوں سے بطور خاص منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر حاجی کے لئے لازم ہے کہ وہ خاص طور پر ان گناہوں سے ضرور بچے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکام کی پیروی کرے۔

دوسری قسم کی خرابیاں (حج کے ممنوعات)

(ب)...... یعنی وہ کام جو حج سے باہر یعنی احرام سے پہلے اور احرام کے بعد گناہ نہیں۔ بذات خود جائز کام ہیں لیکن حج کے دوران ان جائز کاموں سے روکا گیا ہے مثلاً احرام کے دوران خوشبو لگانا۔ بال ناخن ترشوانا یا مردوں کے لئے جسم کے مطابق سلا ہوا لباس پہننا وغیرہ کہ یہ کام بذات خود ناجائز نہیں لیکن احرام کے دوران ناجائز ہیں حاجی کے لئے ایک خاص وقت میں ان سے بچنا ضروری ہے۔

احرام ختم ہوتے ہی یہ کام نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور پسندیدہ بن جاتے ہیں۔

دونوں قسم کی خرابیوں میں فرق

پہلی قسم کی خرابیاں یعنی وہ کام حج سے باہر بھی ناجائز ہیں اور حج کے دوران بھی۔ ان خرابیوں سے حج کا ثواب بالکل ختم یا کم ہوسکتا ہے لیکن ان خرابیوں کی وجہ سے کوئی جزاء یعنی دم یا متعین صدقہ لازم نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کی خرابیاں جو بذات خود گناہ نہیں لیکن وہ حج کے ممنوعات میں شامل ہیں ان خرابیوں کے ارتکاب کی وجہ سے خاص جزاء واجب ہوتی ہے یعنی یا دم (ایک بکرا بکری) دینا پڑتا ہے یا متعین طور پر صدقہ کی مقدار دینی ہوتی ہے۔

ان دونوں قسم کی خرابیوں کو نماز کی ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے تو حدیث شریف کے مطابق وہ ایک درجہ کا شرک ہے۔ بغیر خشوع خضوع کے نماز پڑھے تو ایک روایت کے مطابق نماز اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے لیکن ان دونوں گناہوں سے نماز میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا اور نہ سجدۂ سہو سے ان گناہوں کا تدارک ہوسکتا ہے۔

جبکہ اگر کوئی شخص غلطی سے قعدہ اولیٰ بھول جائے یا غلطی سے سورۂ فاتحہ رہ جائے تو یہ اگرچہ غلطی ہے لیکن آخر میں سجدہ سہو سے کام ہوجاتا ہے اور نماز مکمل ہوجاتی ہے۔

ہر عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ گناہ والی غلطی بہت سنگین ہے اس سے عبادت کا ثواب ختم ہوسکتا ہے جبکہ ممنوعات والی غلطی کم درجہ کی ہے کیونکہ اس کا تدارک شریعت کی دی گئی سہولت کے مطابق بہت آسانی سے ہوسکتا ہے اور تدارک کرنے کے بعد عبادت مکمل ہوجاتی ہے بالکل یہی معاملہ حج کی خرابیوں کا ہے۔ لہٰذا ہر حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلی قسم کی خرابیوں سے مکمل طور پر ہر حال میں بچے اور حج کے

دوران دوسری قسم کی خرابیوں سے بھی بچنے کی پوری کوشش کرے لیکن اگر حج میں دوسری قسم کی خرابی ہو جائے تو شرعی احکام کے مطابق دم یا صدقہ دے کر اپنی غلطی کا تدارک کر لے تاکہ اس کا حج مکمل ہو جائے۔

دوسری قسم کی خرابیاں مسائل حج کی تمام کتابوں میں تحریر ہیں اور حج کی کتابوں بالخصوص احکام حج مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ اور معلم الحجاج مؤلفہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب قدس اللہ سرہ میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ پڑھ سکتے ہیں او وقت پر علماء سے رجوع کر کے اس کا تدارک کر سکتے ہیں۔

ہم اپنے اس مضمون میں صرف پہلی قسم کی خرابیوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جن کا معاملہ زیادہ سنگین ہے۔ جن سے ہر حال میں بچنا ضروری ہے اور جن کا تدارک دم یا صدقہ سے نہیں ہو سکتا اور قرآن حدیث میں بطور خاص ان خرابیوں سے روکا بھی گیا ہے۔ اور ان خرابیوں کی وجہ سے ہی حج مشکل بن جاتا ہے۔

حج کے گناہ

پہلی خرابی:......حرام مال کا استعمال

دوسرے لوگوں کا مارا ہوا، دبایا ہوا مال ہو یا شرعی ورثاء کا حق مار کر جو مال حاصل کیا گیا ہو یا چوری یا ڈاکہ کی رقم ہو، رشوت یا سود کا پیسہ ہو یہ سب حرام مال میں شامل ہے۔ واضح رہے کہ حرام مال سے حج کرنے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔ حرام مال تو فوری طور پر انہیں ہی واپس کرنا ضروری ہے جن کا اس مال میں حق ہے ورنہ جہاں سے حرام مال آتا ہے وہاں واپس کرے اور اگر واپس کرنا بیکار ہو تو پھر اس حرام مال سے اپنی گردن چھڑانے کے لئے اسے فوری طور پر صدقہ کرنا لازم

اورضروری ہے۔ واضح رہے کہ حرام مال لینا، حرام مال رکھنا، حرام مال استعمال کرنا یا حرام مال کو کسی عبادت میں استعمال کرنا سب حرام ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف دو حدیثیں ہی عبرت کے لئے کافی ہیں۔

(۱)......سورۂ النساء آیت ۱۰ میں مال حرام کی ایک صورت کا ذکر کر کے ارشاد باری ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا، وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا.

جولوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔

(۲)......مسلم شریف کی روایت ہے:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ان اللّٰه طيب لايقبل إلاّ طيبًا وإن اللّٰه أمر المؤمنين بما أمربه المرسلين فقال يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا وقال تعالىٰ يا ايها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم۔ ثم ذكر الرجل يُطيل السفر أشعث أغبر يمديديه الى السمآء يارب يارب ومطعمه حرام و مشربه حرام و ملسبه حرام وغذى بالحرام فأنّى يُستجاب لذلك. (رواه مسلم)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اُس نے اپنے پیغمبروں کو دیا ہے کہ ”اے رسولو! کھاؤ

اچھی چیزیں اور کام کرو اچھے (سورۃ المؤمنون آیت ۵۱) اور فرمایا کہ "وہ پاکیزہ رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیا ہے (سورۃ البقرہ ۱۷۲)۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر طے کر کے جاتا ہے، اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، جسم پر غبار ہے اور (مقام مقدس پر پہنچ کر) وہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا کرتا ہے کہ اے رب، اے پروردگار! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام، اور حرام سے اس کی پرورش ہوتی، ایسے شخص کی (عبادت) کیسے قبول ہوگی؟ (مسلم شریف، مشکوۃ ص ۲۴۱)

(۳)......حضرت عبداللہؓ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

من اشترى ثوباً بعشرة دراهم وفيه درهم حرام لم يقبل الله تعالىٰ صلاة مادام عليه، ثم أدخل إصبعيه في اذنيه وقال صمتا إن لم يكن النبى صلى الله عليه وسلم سمعته يقول.

جس نے کوئی کپڑا دس دراہم میں خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول[1] نہیں فرماتے جب تک کہ وہ کپڑا اس کے جسم پر ہو۔ پھر حضرت عبداللہؓ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور فرمایا یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے نہ سنا ہو۔ (مسند احمد بیہقی مشکوۃ ص ۲۴۳)

لہٰذا ہر حاجی کے لئے اور عمرہ پر جانے والے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے مال کا جائزہ لے اگر خدانخواستہ حرام مال ہو، کسی کا حق مار کر مال حاصل کیا گیا ہو تو اسے واپس کرے حلال کمائی جمع کرے پھر حج عمرہ کرے، اسی

(۱)۔علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی فرض نماز (اسی طرح فرض حج) قبول نہیں ہوں گے ہاں فرض سر سے اُتر جائے گا۔

طرح دوران حج بھی اس کا پورا اہتمام کرے کہ دوسرے کی چیز اس کی دلی رضا مندی کے بغیر ہرگز استعمال نہ کرے حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

دوسری خرابی:......نیت کی خرابی، دکھاوا، شہرت وغیرہ

حج میں (اسی طرح عمرہ میں) نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہونی چاہئے۔ کسی کو دکھانے کی یا شہرت اور مشہوری کی نیت ہو تو عبادت بے کار، بے ثواب ہو جاتی ہے۔ اس لئے قدم قدم پر ریاء (دکھاوے) سے بچنے کی ضرورت ہے بالخصوص جب عبادت شروع کی جارہی ہو اس وقت تو نیت خالص بوجہ اللہ ہونی بہت ہی ضروری ہے۔

(۱)۔حدیث میں ہے:

من صلّى يرائي فقد أشرك، ومن صام يرائي فقد أشرك ومن تصدق يُرائي فقد أشرك. رواه احمد (مشكوة ص ٤٥٥)

جس نے نماز دکھاوے کے لئے پڑھی اس نے شرک والا کام کیا، اور جس نے روزہ دکھانے کے لئے رکھا اس نے شرک والا کام کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک والا کام کیا۔

(۲)۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نویں تاریخ کو جب رسول اللہ ﷺ عرفات جانے کے لئے منیٰ سے نکلے تو اور سواری آپ کو لے کر اُٹھی تو آپ کی اونٹنی پر ایک سادا سا کمبل پڑا ہوا تھا جس کی قیمت صرف چار درہم تھی اور آپ کی زبان مبارک پر یہ دعا تھی:

اللهم اجعله حجّا لا رياء فيه ولا سمعة

اے اللہ اسے ایسا حج بنا دیجئے جس میں نہ دکھاوا ہو نہ شہرت۔ (رواہ الطبرانی،

مجمع الزوائد ص ۵۰۳ ج ۳)

اور ایک روایت میں ہے اللھم اجعلھا حجة لا ریاء فیه ولا سمعة

یہاں یہ بات غور کرنے کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس تو اس طرح کے نفسانی اثرات سے پاک تھی لیکن پھر بھی آپ نے یہ دعا فرمائی تا کہ امت اپنے حج وعمرہ میں اخلاص کا خیال رکھے۔ جو کام کرے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے اور دکھاوے یا شہرت کو مقصود بنا کر اپنی عبادت تباہ نہ کرے۔

تیسری خرابی:......رفث (یعنی فحش گفتگو، فحش حرکت، بدنظری، بے حیائی)

یہ بات بڑی اہم ہے کہ قرآن مجید نے سورۂ بقرہ میں جہاں حج کا ذکر کیا ہے وہاں تین خرابیوں سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے افسوس کہ حج کے دوران بہت کم لوگ ہی اس آیت کو یاد رکھتے ہیں حالانکہ یہ آیت اپنے پاس رکھنی چاہئے اور اسے روزانہ صبح شام دیکھتے رہنا چاہئے۔ احادیث میں بھی اس کی تشریح آئی ہے ہم پہلے قران کی یہ آیت ذکر کرتے ہیں پھر اس کی مختصر تفصیل تحریر کریں گے قرآن کریم کی آیت یہ ہے:

فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج.

جس نے حج کے مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کرلیا تو حج میں نہ فحش بات ہو نہ گناہ ہو اور نہ جھگڑا ہو۔

''رفث'' میں ہر فحش حرکت، ہر فحش بات اور بے حیائی کا ہر کام، بدنظری وغیرہ سب شامل ہے۔ احرام باندھنے کے بعد آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری بھی نہیں کرسکتا بلکہ اگر اس نے حج کے اصل فرض وقوف عرفات سے پہلے اپنی بیوی سے ہمبستری کرلی تو اس کا حج فاسد ہو جائے اور اگلے سال دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا۔

اسی طرح اپنی بیوی سے کھلی فحش گفتگو یا بیوی سے بوس و کنار بھی جائز نہیں۔ جب حج میں اپنی بیوی سے یہ سب باتیں ناجائز ہیں حالانکہ وہ اس کی بیوی اور یہ اس کا شوہر ہے۔ تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ غیر مرد، غیر عورت، دوستوں وغیرہ سے اس طرح کی گفتگو کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ اس لئے ہر حاجی پر لازم ہے کہ وہ زبان اور اعضاء کو قابو میں رکھے کوئی ایسی گفتگو اور ایسی حرکت نہ کرے جو فحش کے دائرہ میں آتی ہو اسی طرح نامحرم کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے بھی مکمل اجتناب لازم ہے۔

چوتھی خرابی:...... فسوق (یعنی گناہ کے کام)

حج میں نیکی کی توفیق کم ہو تو فائدہ کم ہوگا لیکن خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ حج میں اصل ضرورت ''تقوی'' کی ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے مکمل اجتناب کرے کیونکہ گناہوں سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ جو گناہ احرام باندھنے سے پہلے بھی حرام اور گناہ تھے اور احرام کھلنے کے بعد بھی حرام اور گناہ ہوں گے ان سے تو ہر حال میں بچنا ضروری ہے۔ اور جو گناہ صرف احرام کے دوران گناہ ہیں مثلاً احرام کے دوران خوشبو لگانا بال ناخن کتروانا وغیرہ ان سے بھی حج میں بچنا ضروری ہے۔

پانچویں خرابی:...... جدال (یعنی جھگڑا، لڑائی، اختلاف، بحث مباحثہ)

حج میں بڑا اجتماع ہوتا ہے، گھر کا آرام ختم ہو جاتا ہے اور سفر کی مشقت زیادہ ہوتی ہے، ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے لہجہ میں تلخی آجاتی ہے۔ اعضاء سے جھنجھلاہٹ کا اظہار ہوتا ہے اور کبھی کبھار تو آپس میں سخت گفتگو، گالم گلوچ، اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ سب شیطان کے تحفے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ حج کا ثواب ختم کرتا ہے لہٰذا حاجی کے لئے سفر حج میں اپنے اوپر قابو رکھنا۔ صبر و تحمل اختیار کرنا۔ قدم قدم پر غصہ کا گھونٹ پینا اور ہر خلاف مزاج بات پر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرنا انتہائی

ضروری ہے۔ یہ حقیقت ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئے کہ کسی عبادت کا اتنا ثواب نہیں ملتا جتنا صبر کا...... واضح رہے کہ ذکر اللہ طواف، نماز، بیت اللہ کو دیکھتے رہنے کا بلاشبہ بہت ثواب ہے لیکن صبر کا ثواب ان سب عبادات سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ.

بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔ (سورہ الزمر:۱۰)

لہٰذا جو شخص اپنے حج کو درست طریقہ سے کرتے ہوئے صبر سے کام لے گا بلاشبہ اس کا ثواب سب سے زیادہ اور بے حساب ہوگا۔

چھٹی خرابی:...... حقوق العباد میں کوتاہی

یوں تو زندگی کے سارے سفر میں اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ کسی مسلمان بلکہ کسی انسان کا حق ہمارے ذمہ نہ رہے لیکن حج کے سفر میں تو اس کا اہتمام اور زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ عبادت کے دوران حقوق العباد کی اہمیت کم لوگوں کے ذہن میں رہتی ہے لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ حجۃ الوداع میں لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آرہے تھے (یہ ذہن میں رہے کہ یہ حج حضور ﷺ کے ساتھ لوگوں کا پہلا حج تھا) لوگ آکر اپنی حج کی غلطیاں بتارہے تھے کہ ہم سے یہ غلطی ہوئی، ہم سے حج کی یہ غلطی ہوگئی ہے، آپ ﷺ سب کو تسلی دے رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی امید دلارہے تھے لیکن اس موقع پر بھی آپ نے جس بات پر تنبیہ فرمائی وہ یہی حقوق العباد کا معاملہ تھا۔ حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عن اسامة بن شريك رضى الله تعالىٰ عنه قال خرجت مع

رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجا فكان الناس يأتونه فمن قائل يا رسول الله سعيت قبل أن أطوف أو أخرت شيئا أو قدمت شيئا فكان يقول لا حرج إلا على رجل اقترض عرض مسلم وهو ظالم فذلك الذى حرج وهلك.
(ابو داؤد، مشكوٰة باب الحلق)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے نکلا لوگ آپ کے پاس آرہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ یا رسول اللہ میں نے سعی طواف سے پہلے کرلی ہے، یا فلاں کام بعد میں کرلیا ہے، یا فلاں کام میں نے پہلے کرلیا ہے، تو آپ فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں (یعنی ناسمجھی کی وجہ سے گناہ نہیں) ہاں اس شخص پر گناہ ہے جس نے کسی مسلمان کی آبرو پر ظلماً ہاتھ ڈالا تو اس پر حرج ہے اور وہی ہلاک ہوا۔

لہٰذا حج کے دوران بطور خاص غیبت، گالم گلوچ، کسی کی دل آزاری، ایذاء رسانی، دوسرے کی چیزوں کے ناجائز استعمال وغیرہ سے بچنا بہت ضروری ہے، اور یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ احرام اور حرم میں تو جانور کا شکار جائز نہیں۔ مسلمان کی آبرو اور اس کے مال کا شکار کیسے جائز ہوگا؟

جلد بازی، گھبراہٹ

شریعت نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ عبادت کے دوران سکینت وطمانیت اختیار کی جائے اور جلد بازی اور گھبراہٹ کے ذریعہ اپنی عبادت کو خراب نہ کیا جائے۔[1] اسی لئے حکم ہے کہ قرآن مجید صاف صاف ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ (ورتّل القرآن ترتیلا، ولا تحرک به لسانک لتعجل به، ولا تنثره نثر الدقل

(۱)۔ گناہ چھوڑ کر نیکی کی طرف متوجہ ہونے میں تو جلدی کرنی چاہئے اور قرآن مجید میں اس کے لئے ''سابقوا اور سارعوا'' کے الفاظ سے حکم آیا ہے لیکن جب گناہ چھوڑ کر نیکی کی طرف چل پڑا تو سکینت وطمانیت کا حکم ہے۔
۱۲ محمود غفر اللہ لہ۔

قرآن حدیث میں وارد ہے) نماز بھی اطمینان اور سکون سے ادا کی جائے۔ ایک صحابی نے جلدی جلدی نماز پڑھی تو آپ نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم دیا (ارجع فصل فإنک لم تصل) حتی کہ باجماعت نماز کے لئے جاتے وقت بھی اتنا تیز چلنا یا دوڑنا جس سے سانس پھولنے لگے، منع ہے۔

حج میں بھی رسول اللہ ﷺ نے جلد بازی اور گھبراہٹ سے منع فرمایا ہے تین حدیثیں پیش ہیں۔ (مشکوۃ ص۲۲۹۔۲۳۰)

۱۔ عن جابر رضی ﷺ قال أفاض النبی ﷺ من جمع وعلیه السکینة وأمرهم بالسکینة.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مزدلفہ سے واپس (منیٰ کی طرف چلے) تو آپ پر سکینت طاری تھی اور آپ نے لوگوں کو بھی سکینت (طمانینت) کا حکم دیا۔ (ترمذی شریف)

۲۔ عن الفضل بن عباس رضی اللّٰه عنهم کان ردیف النّبی صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال فی عشیة عرفة وغداة جمع للناس حین دفعوا، علیکم بالسکینة. (مسلم)

حضرت فضل بن عباس جو رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے ساتھ سوار تھے وہ فرماتے ہیں کہ عرفہ کی شام (یعنی نویں تاریخ کو) اور مزدلفہ کی صبح (یعنی دسویں کی صبح کو) جب آپ اور سب لوگ منی کی طرف واپس جارہے تھے آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”اے لوگو سکینت اختیار کرو“۔ (مسلم شریف)

۳۔ عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما أنّه' دفع مع النبی ﷺ یوم عرفة فسمع النبی ﷺ وراءہ زجرًا شدیدًا وضربًا للإبل فأشار بسوطه علیهم وقال یا ایها الناس علیکم بالسکینة فإن البرلیس بالإیضاع. (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس (مزدلفہ کی طرف) آرہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے اونٹوں کو مارنے اور چیخنے کی آواز سنی تو آپ نے اپنا کوڑا اُٹھا کران کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو تم پر سکینت لازم ہے اور نیکی، سواری دوڑانا (یا خود دوڑنا) نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی شرح میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عرفہ کے میدان میں خطبہ دیا تو یہ فرمایا:

ليس السابق من سبق بعيره وفرسه ولكن السابق من غفرله. (فتح الباری ص ۵۲۲ ج۳)

نیکی میں آگے بڑھنے والا شخص وہ نہیں ہے جس کا اونٹ یا گھوڑا پہلے پہنچ جائے بلکہ نیکی میں سبقت کرنے والا وہ شخص ہے جس کی مغفرت ہو جائے۔

جب آدمی احرام باندھ کر، اپنا گھر کاروبار چھوڑ کر، اللہ کے لئے نکل کھڑا ہوا اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، دل میں اللہ تعالیٰ کیلئے جذبات شکر ہیں اور بدن تکلیفوں پر صبر کر رہا ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ ہوائی جہاز میں بیٹھا ہوا ہے یا بس میں۔ کمرہ میں مسافر خانہ میں لیٹا ہوا ہے یا ایئرپورٹ کے کسی کونہ میں زمین پر، وہ ہر جگہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہے اور اپنے رب کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، دو گھنٹہ چار گھنٹہ چھ گھنٹہ کی تاخیر سے کیا فرق پڑتا ہے؟ گھر تو وہ چھوڑ ہی چکا ہے اور واپس گھر اپنے وقت پر ہی جائے گا۔ اس لئے گھبراہٹ عجلت کا کیا فائدہ۔ صبر کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اس لئے ہر عبادت اطمینان سے ادا کی جائے۔

وفقنا اللّٰہ تعالیٰ لما یحبّہ ویرضاہ۔ آمین

☆☆☆

جدید کمپوزنگ ـ نظر ثانی شدہ ایڈیشن

نظرِ رابع اور جدید و قدیم اضافوں کے بعد "اشرف المناسک" کا نیا ایڈیشن

مُعَلِّم الحُجَّاج

مسائلِ حج اور ضروریاتِ سفر سے واقف بنانے والی سب سے مستند، عام فہم اور مقبولِ عام کتاب جس میں حج و عمرہ کا مکمل طریقہ اور اُن سے متعلق پیش آنے والے تمام مسائل کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے۔

تالیف

حضرت مولانا مفتی سعید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ مفتی مظاہر العلوم سہارنپور

مع حاشیہ از حضرت مولانا قاری شیر محمد سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ اسلامیات

لاہور - کراچی

پاکستان